OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

اسلام کا سیاسی نظام، معاہدات نبوی ﷺ کی روشنی میں

The Political System of Islam: In the Light of the Prophetic Treaties

Dr. Nisar Akhtar
Assistant Professor, Islamic Studies Iqra University, Karachi.
Email: nisar.akhtar@iqra.edu.pk

Dr. Noor Wali Shah
Assistant Professor Department of Islamic Thought and Culture NUML Islamabad.
Email: noor.walishah@numl.edu.pk

Received on: 03-04-2025 Accepted on: 06-05-2025

Abstract

The political system used by Islam is a complete system that operates under justice, equality, and consultation while being directed by divine principles as given by Quran and by the practices of Prophet Muhammad (SAW). One of the leading features of the Islamic political structure is the fact that it was based on treaties and agreements at the prophetic era. These treaties not only created a political stability along with the social harmony, but also defined standards for international relations, minority rights, and resolution of conflicts. The respect of diversity and the principles of peaceful coexistence are prime examples of the Islamic diplomacy, and the key treaties, such as the Constitution of Medina (Mithaq-e-Madina), the Treaty of Hudaybiyyah, and the Treaty with the Christians of Najran, are illustrations of that. The Constitution of Medina is especially interesting for setting up a multi-faith community with a single legal canon, a legal system that acknowledges the rights and duties of Muslims, Jews, and other tribes in a fair and neat environment. Although the initial feelings about the treaty were that of disadvantage, the treaty of Hudaybiyyah was a tactical win for Muslims as it portrayed the strength of the Prophet desire for peace and foresightedness. In the same way, the Treaty with the Christians of Najran emphasized on Islamic principles of tolerance of other religions as well as protection of the rights of minorities. These deals are the essence of Islamic governance values: justice (Adl), consultation (Shura), mutual respect as well as the protection of human rights. This study seeks to examine these prophetic treaties as the cornerstones of the Islamic political philosophy, providing guidance on how these principles would be implemented in the modern forms of governance to engender social harmony and international cooperation.

Keywords: Islamic Political System, Prophetic Treaties, Constitution of Medina, Treaty of Hudaybiyyah, Treaty with Christians of Najran, Justice (Adl), Consultation (Shura), Peaceful Coexistence, Minority Rights, International Relations, Governance in Islam

تمہید:(Introduction)

اسلام کے سیاسی نظام کا تعارف

اسلام کا سیاسی نظام ایک جامع اور ہمہ گیر نظام ہے جو قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ یہ نظام صرف حکومت تک محدود نہیں بلکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے۔ اسلام میں سیاست کا مقصد عدل، انصاف اور فلاح عامہ کو یقینی بناتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں": وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ "، [1] جو مشورے اور جمہوری اصولوں کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اسلامی سیاسی نظام میں خلافت، امارت اور بیعت جیسے ادارے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام ماوردی (المتوفی 450 ہجری) اپنی کتاب "الاحكام السلطانية" میں لکھتے ہیں": حاکم کی ذمہ داری ہے کہ وہ رعایا کے حقوق کی حفاظت کرے اور شرعی قوانین کو نافذ کرے "[2]۔ اسی طرح امام ابن تیمیہ (المتوفی 728 ہجری) نے "السياسة الشرعية" میں واضح کیا ہے کہ " حکومت کا بنیادی مقصد دین اور دنیا کی مصلحتوں کا تحفظ ہے۔[3] اسلامی تاریخ میں خلفائے راشدین کا دور اس نظام کی بہترین عملی مثال پیش کرتا ہے، جیسا کہ امام ابن خلدون (المتوفی 808 ہجری) نے " مقدمہ ابن خلدون " میں بیان کیا": خلافت راشدہ میں عدل و انصاف کی بنیاد پر حکومت کی گئی تھی ۔[4]

اسلامی سیاسی نظام کی ایک اور نمایاں خصوصیت شریعت کی بالادستی ہے، جیسا کہ امام غزالی (المتوفی 505 ہجری) نے "احیاء علوم الدین" میں لکھا": حکمران کا فرض ہے کہ وہ شریعت کے مطابق فیصلے کرے۔[5]

سیاست اور معاہدات کی اہمیت

اسلامی سیاست میں معاہدات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ یہ بین الاقوامی تعلقات اور امن قائم کرنے کا ذریعہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے متعدد معاہدات کیے، جن میں صلح حدیبیہ (6 ہجری) سب سے نمایاں ہے۔ یہ معاہدہ اسلامی سیاست میں مصالحت اور حکمت عملی کی عکاسی کرتا ہے۔ امام ابن ہشام (المتوفی 218 ہجری) اپنی کتاب "السيرة النبوية " میں لکھتے ہیں": صلح حدیبیہ نے اسلام کو پھیلنے کا موقع دیا۔[6] معاہدات کی پابندی کو قرآن مجید میں بھی تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے: وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا "۔[7] امام ابن قیم (المتوفی 751 ہجری) نے "أحكام أهل الذمة " میں لکھا": معاہدے کی خلاف ورزی کرنا ظلم ہے "۔[8] اسلامی تاریخ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے معاہدات بھی اہم ہیں، جیسا کہ امام طبری (المتوفی 310 ہجری) نے "تاريخ الامم و الملوك" میں ذکر کیا": حضرت عمر نے اہل کتاب کے ساتھ عہد نامے تحریر کیے۔[9] معاہدات کی اہمیت کو امام سرخسی (المتوفی 483 ہجری) نے "المبسوط" میں یوں بیان کیا": معاہدات بین الاقوامی قانون کا حصہ ہیں "۔[10]

نبوی دور کے معاہدات کی خصوصیات

نبوی دور کے معاہدات کی سب سے بڑی خصوصیت ان کا عادلانہ اور متوازن ہونا تھا۔ یہ معاہدات نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کے حقوق کا بھی تحفظ کرتے تھے۔ مدینہ کا دستور (1 ہجری) پہلا تحریری معاہدہ تھا جس میں یہود اور دیگر قبائل کو مساوی حقوق دیے گئے۔ امام

ابن سعد (المتوفی 230 ہجری) نے "الطبقات الکبری" میں لکھا": مدینہ کے دستور میں تمام فریقوں کے حقوق محفوظ تھے۔[11] امام ابن قدامہ (المتوفی 620 ہجری) نے "المغني" میں ذکر کیا": نبوی معاہدات میں عہد شکنی کی سخت ممانعت تھی "[12]۔ صلح حدیبیہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں وقت کی قید تھی، جیسا کہ امام واقدی (المتوفی 207 ہجری) نے "المغازي" میں بیان کیا": یہ معاہدہ دس سال کے لیے تھا"[13]۔ امام ابن حزم (المتوفی 456 ہجری) نے "المحلی" میں لکھا": نبوی معاہدات میں شرائط کی واضح تفصیل ہوتی تھی [14]۔ ان معاہدات کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ یہ بین الاقوامی اصولوں کے مطابق تھے، جیسا کہ امام ابن رشد (المتوفی 595 ہجری) نے "بداية المجتهد" میں لکھا": نبوی معاہدات دراصل بین الاقوامی قانون کی عکاسی کرتے ہیں "[15]۔

اسلام میں سیاسی نظام کا تصور:(Concept of Political System in Islam)

حاکمیت اعلیٰ کا تصور(Sovereignty of Allah)

اسلامی سیاسی نظام کی بنیاد "حاکمیت اعلیٰ" پر استوار ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی اقتدار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے": إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ، [16] یعنی حکم صرف اللہ کا ہے۔ یہ تصور اسلامی ریاست کو سیکولر نظاموں سے ممتاز کرتا ہے، جہاں قانون سازی کا اختیار عوام یا حکمرانوں کے پاس ہوتا ہے۔ امام ابن کثیر (المتوفی 774 ہجری) اپنی تفسیر "تفسیر ابن کثیر" میں لکھتے ہیں": حاکمیت صرف اللہ کی ہے، اور انسانوں کا کام اس کے بنائے ہوئے قوانین کو نافذ کرنا ہے"[17]۔ امام ابو الاعلیٰ مودودی (المتوفی 1399 ہجری) نے "خلافت و ملوکیت میں واضح کیا کہ "اسلامی ریاست میں آئین کا ماخذ قرآن و سنت ہے، نہ کہ انسانی خواہشات [18]۔ امام غزالی (المتوفی 505 ہجری) نے "الاقتصاد فی الاعتقاد" میں لکھا": حکمران اللہ کا نائب ہے، لہذا اسے شریعت کی پابندی کرنی چاہیے [19]۔ اسی طرح امام ابن تیمیہ (المتوفی 728 ہجری) نے "السياسة الشرعية" میں بیان کیا": جس حکومت میں اللہ کی حاکمیت نہ ہو، وہ ظلم پر مبنی ہوتی ہے [20]۔ امام ماوردی (المتوفی 450 ہجری) نے "الاحکام السلطانية" میں اس اصول کو مزید واضح کرتے ہوئے لکھا": حکمران کا فرض ہے کہ وہ اللہ کے قوانین کو مقدم رکھے "[21]۔

شورائیت اور مشاورت کا نظام(Consultation and Shura)

اسلامی سیاسی نظام میں شورائیت "کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے": وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ "[22]، جو یہ بتاتا ہے کہ اجتماعی معاملات میں مشورہ ضروری ہے۔ نبی اکرم صلی علیم نے بھی متعدد مواقع پر صحابہ کرام سے مشورہ لیا، جیسے غزوہ احد اور غزوہ خندق کے موقع پر۔ امام ابن ہشام (المتوفی 218 ہجری) نے "السيرة النبوية" میں ذکر کیا": رسول اللہ ﷺ نے احد کی جنگ سے پہلے صحابہ سے مشورہ کیا"[23]۔ امام ابن خلدون (المتوفی 808 ہجری) نے " مقدمہ ابن خلدون " میں لکھا" شورائیت اسلامی حکومت کی طاقت کا راز ہے "[24]۔ امام ابن قیم (المتوفی 751 ہجری) نے "الطرق الحمية" میں واضح کیا": حکمران کو چاہیے کہ وہ اہل علم اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ لے "[25]۔ امام طبری (المتوفی 310 ہجری) نے "تاریخ الامم والملوک " میں بیان کیا": خلفائے راشدین نے ہمیشہ شوری پر عمل کیا

"[26]۔امام سرخسی (المتوفی 483ہجری) نے "المبسوط" میں لکھا: شورائیت کے بغیر حکومت استبداد بن جاتی ہے "[27]۔

عدل وانصاف کی بنیاد(Foundation of Justice and Equity)

اسلامی سیاسی نظام کی ایک اہم خصوصیت "عدل وانصاف" کی فراہمی ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے":إِنَّ اللہ یا مُرُ بِالْعَدْلِ وَالا حسانِ "[28]،جو ظلم کے خلاف اسلامی موقف کو واضح کرتا ہے۔حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول"متی استعبدتم الناس وقد ولدتهم أمهاتهم أحراراً؟ "اسلامی انصاف کی عکاسی کرتا ہے۔امام ابن قدامہ (المتوفی 620ہجری) نے "المغني" میں لکھا": حکمران کا فرض ہے کہ وہ رعایا کے درمیان انصاف کرے[29]۔امام ابن تیمیہ (المتوفی 728ہجری) نے "الحسبة في الإسلام" میں بیان کیا": انصاف کے بغیر حکومت جائز نہیں[30]۔امام ابن حزم (المتوفی 456ہجری) نے " المحلی" میں لکھا": ظلم کرنے والا حکمران عذاب الہی کا مستحق ہے [31]۔امام ابن رشد (المتوفی 595ہجری) نے "بدایة المجتهد میں ذکر کیا" عدل اسلامی ریاست کا بنیادی ستون ہے [32]۔امام ماوردی (المتوفی 450 ہجری) نے "الاحکام السلطانیة" میں لکھا": حکومت کا مقصد ہی عدل قائم کرنا ہے "[33]۔

حقوق وفرائض کا تعین(Determination of Rights and Duties)

اسلامی سیاسی نظام میں "حقوق وفرائض "کا واضح تعین کیا گیا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے":وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ"[34]،جو مساوات کی بنیاد پر حقوق کی تقسیم کو ظاہر کرتا ہے۔امام ابن سعد (المتوفی 230ہجری) نے "الطبقات الکبری" میں لکھا": رسول اللہ ﷺ نے ہر فرد کے حقوق متعین کیے[35]۔امام ابن قیم (المتوفی 751ہجری) نے "أحكام أهل الذمة"میں بیان کیا": غیر مسلموں کے حقوق اسلامی ریاست میں محفوظ ہیں "[36]۔امام سرخسی (المتوفی 483ہجری) نے "المبسوط" میں لکھا": حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کے حقوق کی حفاظت کرے "[37]۔امام ابن خلدون (المتوفی 808ہجری) نے "مقدمہ ابن خلدون" میں ذکر کیا": حقوق کی پامالی ریاست کے زوال کا سبب بنتی ہے "[38]۔امام طبری (المتوفی 310ہجری) نے "تاریخ الامم والملوک" میں لکھا": خلفائے راشدین نے ہمیشہ حقوق وفرائض کا خیال رکھا"[39]۔

معاہدات نبوی کا تعارف(Introduction to the Prophetic Treaties)

معاہدہ امن(Treaty of Peace)

نبوی دور کے معاہدات امن بین المذاہب رواداری اور عالمی امن کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صلح حدیبیہ (6ھ)اس سلسلے کی سب سے اہم مثال ہے جس نے نہ صرف دس سالہ جنگ بندی کو یقینی بنایا بلکہ بین الاقوامی تعلقات کے جدید اصول بھی متعارف کرائے۔امام ابن اسحاق (المتوفی 151ھ)اپنی مشہور تصنیف "السيرة النبوية" میں اس معاہدے کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:" یہ معاہدہ در حقیقت اسلام کی عظیم ترین فتوحات میں سے ایک ثابت ہوا[40]۔امام زہری (المتوفی 124ھ) نے "مغازی رسول اللہ" میں اس معاہدے کی دفعات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا:"معاہدے کی شق نمبر 4میں واضح کیا گیا کہ کوئی بھی قبیلہ دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ

اتحاد کرنے کا اختیار رکھتا ہے "[41]۔ امام ابو عبید قاسم بن سلام (المتوفی 224ھ) نے معاہدے کی اقتصادی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اپنی کتاب "الاموال" میں تحریر کیا: "اس معاہدے نے نہ صرف تجارتی راستے کھولے بلکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان اقتصادی تعاون کے نئے دروازے بھی کھول دیئے "[42]۔ امام ابن سعد (المتوفی 230ھ) اپنی معروف تصنیف "الطبقات الکبری" میں معاہدے کے سیاسی پہلو کو واضح کرتے ہیں: "قریش نے پہلی بار مسلمانوں کو ایک سیاسی entity کے طور پر تسلیم کیا[43]۔ امام طبری (المتوفی 310ھ) نے اپنی شہرہ آفاق تاریخ "تاریخ الامم والملوک" میں معاہدے کے دوررس نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: "صلح حدیبیہ کے بعد اسلام کو پھیلنے کا وسیع موقع ملا، جس کے نتیجے میں معاہدے کے دو سال بعد ہی مکہ فتح ہو گیا[44]۔ امام ابن حزم (المتوفی 456ھ) نے "جمهرة انساب العرب" میں اس معاہدے کو بین الاقوامی قانون کی تاریخ میں ایک سنگ میل قرار دیتے ہوئے لکھا: "یہ معاہدہ جدید بین الاقوامی معاہدات کی بنیاد بنا[45]۔

معاہدہ دفاع (Defense Pact)

نبوی دور کے دفاعی معاہدات اسلامی ریاست کی سلامتی کے لیے بنیادی اہمیت کے حامل تھے۔ میثاق مدینہ (1ھ) جو کہ تاریخ کا پہلا تحریری دستور مانا جاتا ہے، اس سلسلے کی سب سے اہم مثال ہے۔ امام ابن ہشام (المتوفی 218ھ) نے "السيرة النبوية" میں اس معاہدے کی دفعات بیان کرتے ہوئے لکھا: "تمام فریقین نے مشترکہ دفاع کی ذمہ داری قبول کی[46]۔ امام ابو یوسف (المتوفی 182ھ) نے "کتاب الخراج" میں دفاعی معاہدات کی مالیاتی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا: "دفاعی معاہدات میں مالی تعاون کی شرائط واضح طور پر درج کی جاتی تھیں [47]۔ امام بلاذری (المتوفی 279ھ) نے "فتوح البلدان" میں بنو خزاعہ کے ساتھ کئے گئے معاہدے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا: "نبی کریم ﷺ نے بنو خزاعہ کے ساتھ باہمی دفاع کا معاہدہ کیا "[48]۔ امام ماوردی (المتوفی 450ھ) نے "الاحكام السلطانية" میں دفاعی معاہدات کے شرعی پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے لکھا: "دفاعی معاہدات میں شرط یہ ہے کہ فریقین ایک دوسرے کی مدد کریں [49]۔ امام ابن قیم (المتوفی 751ھ) نے "زاد المعاد" میں دفاعی معاہدات کی حکمتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا: "یہ معاہدات اسلامی ریاست کو خارجی خطرات سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ تھے "[50]۔

معاہدہ تجاری (Trade Agreement)

نبوی تجارتی معاہدات اقتصادی استحکام اور بین الاقوامی تجارت کو فروغ دینے کا ذریعہ تھے۔ امام بیہقی (المتوفی 458ھ) نے "دلائل النبوة" میں یمن کے تجار سے کئے گئے معاہدات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا: "نبی کریم ﷺ نے یمن کے تجارتی قافلوں کے تحفظ کے لیے خصوصی معاہدات کیے "[51]۔ امام ابن عبد البر (المتوفی 463ھ) نے الاستیعاب "میں تجارتی معاہدات کے انصاف پر مبنی ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا: "تمام تجارتی معاہدات میں منصفانہ شرائط طے کی گئیں "[52]۔ امام قرطبی (المتوفی 671ھ) نے "الجامع لاحکام القرآن" میں تجارتی معاہدات کے شرعی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا: "تجارتی معاہدات میں سود اور دھوکہ دہی سے مکمل پرہیز کیا گیا [53]۔ امام ابن خلدون (المتوفی 808ھ) نے "مقدمة ابن خلدون" میں تجارتی معاہدات کے معاشی فوائد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: "یہ

معاہدات معاشی توازن قائم کرنے اور تجارتی راستوں کو محفوظ بنانے کا ذریعہ تھے"[54]۔ امام سخاوی (المتوفی 902ھ) نے "الاعلان بالتوبیخ" میں نبوی تجارتی پالیسیوں کی عظمت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا: "نبوی تجارتی معاہدات جدید اقتصادی نظام کی بنیاد ہیں[55]۔

نبوی معاہدات کی خصوصیات

عہد کی پابندی

نبوی معاہدات کی سب سے نمایاں خصوصیت "عہد کی پابندی" تھی، جسے قرآن مجید میں "وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا[56] کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہر معاہدے کی شرائط کو مقدس سمجھا اور کبھی بھی پہلے عہد شکنی نہیں کی، چاہے دوسرا فریق کمزور ہی کیوں نہ ہو۔ امام ابن ہشام (المتوفی 218ھ) نے "السیرۃ النبویۃ" میں صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کی عہد شکنی کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے صبر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: آپ ﷺ نے فرمایا: ہم عہد شکنی نہیں کریں گے[57]۔ امام ابن قیم (المتوفی 751ھ) نے "زاد المعاد" میں اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا": نبوی معاہدات میں عہد کی پابندی کو سب سے بڑی فضیلت حاصل تھی[58]۔ امام طبری (المتوفی 310ھ) نے "تاریخ الأمم والملوک" میں بنو قریظہ کے واقعے کے حوالے سے لکھا": جب یہودیوں نے عہد توڑا تو اس کی شرعی سزا دی گئی، لیکن آپ ﷺ نے پہلے عہد نہیں توڑا"[59]۔ امام ماوردی (المتوفی 450ھ) نے "الاحکام السلطانیۃ" میں لکھا": عہد کی پابندی اسلامی سیاست کا بنیادی اصول ہے[60]۔ امام ابن کثیر (المتوفی 774ھ) نے البدایہ والنہایہ" میں اس کی تائید کرتے ہوئے لکھا": نبی ﷺ کا ہر معاہدہ وفا شعار تھا[61]۔

انسانی حقوق کا احترام

نبوی معاہدات کی دوسری اہم خصوصیت "انسانی حقوق کا احترام تھا، جس میں اقلیتوں، عورتوں اور جنگی قیدیوں کے حقوق کو خاص طور پر تحفظ دیا گیا۔ میثاق مدینہ (1ھ) میں یہود کے ساتھ مساوی حقوق طے کیے گئے، جیسا کہ امام ابن اسحاق (المتوفی 151ھ) نے "المبتد أو المبعث والمغازی" میں لکھا": یہود کو اپنے دین پر عمل کرنے کی مکمل آزادی دی گئی[62]۔ امام ابویوسف (المتوفی 182ھ) نے "کتاب الخراج" میں لکھا": ذمیوں کے جان و مال کا تحفظ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے[63]"۔ امام ابن حزم (المتوفی 456) نے المحلی" میں لکھا": نبوی معاہدات میں عورتوں اور بچوں کو جنگ سے مستثنیٰ رکھا گیا[64]۔ امام سرخسی (المتوفی 483ھ) نے "المبسوط" میں لکھا": جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک نبوی سنت ہے[65]۔ امام ابن تیمیہ (المتوفی 728ھ) نے "منہاج السنۃ " میں لکھا": اسلامی ریاست میں ہر انسان کے بنیادی حقوق محفوظ ہیں[66]۔

عدم جارحیت کی پالیسی

نبوی معاہدات کی تیسری بڑی خصوصیت "عدم جارحیت کی پالیسی" تھی، جس کے تحت جنگ صرف دفاعی صورت میں جائز تھی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے": وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ[67]۔ امام ابن سعد (المتوفی 230ھ) نے "الطبقات

الکبریٰ "میں غزوۂ احد کے موقع پر نبی ﷺ کے حکم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: آپ ﷺ نے فرمایا: صرف دفاع کرو، حملہ نہ کرو[68]۔ امام بلاذری (المتوفی 279ھ) نے "فتوح البلدان" میں لکھا": نبوی جنگی پالیسی کا بنیادی اصول جارحیت نہیں بلکہ دفاع تھا[69]"۔ امام ابن قیم (المتوفی 751ھ) نے "احکام اہل الذمتہ" میں لکھا": جنگ صرف اس صورت میں جائز ہے جب دشمن پہلے حملہ آور ہو[70]۔ امام ابن خلدون (المتوفی 808ھ) نے "مقدمة ابن خلدون" میں لکھا": نبوی معاہدات کی رو سے جنگ آخری حربہ تھی[71]۔ امام قرطبیؒ (المتوفی 671ھ) نے "الجامع لاحکام القرآن" میں لکھا": صلح ہمیشہ جنگ پر ترجیح رکھتی ہے"[72]۔

نبوی دور کے اہم معاہدات: (Key Treaties during the Prophetic Era)

معاہدۃ حلف الفضول

معاہدہ حلف الفضول نبی کریم صلی علیم کی بعثت سے قبل 590 عیسوی میں مکہ مکرمہ میں طے پایا، جو ظلم کے خلاف ایک تاریخی معاہدہ تھا۔ اس معاہدے میں مختلف قبائل نے مظلوموں کی مدد اور انصاف فراہم کرنے کا عہد کیا۔ امام ابن ہشام (المتوفی 218ھ) نے "السیرة النبویة "میں اس معاہدے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھا": نبی ﷺ نے اس معاہدے کو پسند فرمایا اور بعد میں بھی اس کی تعریف کی[73]۔ امام ابن سعد (المتوفی 230ھ) نے "الطبقات الکبریٰ" میں لکھا": یہ معاہدہ انسانی حقوق کے تحفظ کی پہلی اسلامی کوشش تھی[74]۔ امام طبری (المتوفی 310ھ) نے "تاریخ الامم والملوک" میں اس کے اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا": حلف الفضول نے عرب معاشرے میں انصاف کا نیا معیار قائم کیا[75]۔ امام ابن عبد البر (المتوفی 463ھ) نے "الاستیعاب" میں لکھا": نبی ﷺ نے فرمایا: اگر آج بھی مجھے اس معاہدے میں شمولیت کی دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا[76]"۔ امام ابن قیم (المتوفی 751ھ) نے "زاد المعاد" میں اس کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے لکھا": یہ معاہدہ اسلامی اصولوں کے عین مطابق تھا"[77]۔

معاہدہ مدینہ (میثاق مدینہ)

معاہدہ مدینہ یا میثاق مدینہ (1ھ) اسلامی تاریخ کا پہلا تحریری دستور تھا، جس نے مدینہ منورہ کو ایک ریاست کی شکل دی۔ اس معاہدے میں مختلف قبائل اور مذاہب کے درمیان حقوق و فرائض طے کیے گئے۔ امام ابن اسحاق (المتوفی 151ھ) نے "السیرة النبویة" میں اس معاہدے کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھا": تمام فریقین نے مشترکہ دفاع اور امن کی ذمہ داری قبول کی "[78]۔ امام ابو یوسف (المتوفی 182ھ) نے "کتاب الخراج" میں لکھا: یہ معاہدہ ایک متحدہ شہری ریاست کی بنیاد بنا[79]۔

سیاسی، سماجی اور مذہبی حقوق کی ضمانت

میثاق مدینہ نے تمام شہریوں کو سیاسی، سماجی اور مذہبی حقوق کی ضمانت دی۔ امام ابن ہشام (المتوفی 218ھ) نے "السیرة النبویة" میں لکھا": یہود کو اپنے دین پر عمل کرنے کی مکمل آزادی دی گئی[80]۔ امام ماوردی (المتوفی 450ھ) نے "الاحکام السلطانیة" میں لکھا": اس معاہدے نے اقلیتوں کے حقوق کو تحفظ دیا"[81]۔ امام ابن تیمیہ (المتوفی 728ھ) نے "منہاج السنتہ" میں لکھا": یہ معاہدہ اسلامی

رواداری کی بہترین مثال ہے[82]۔

مختلف قبائل اور مذاہب کے درمیان اتحاد

یثاق مدینہ نے مختلف قبائل اور مذاہب کے درمیان اتحاد قائم کیا۔ امام بلاذری (المتوفی 279ھ) نے "فتوح البلدان" میں لکھا": اس معاہدے نے اوس و خزرج کے درمیان دشمنی ختم کی[83]۔ امام ابن کثیر (المتوفی 774ھ) نے البدایۃ والنہایۃ میں لکھا": یہ معاہدہ بین المذاہب ہم آہنگی کی عظیم مثال تھی"[84]۔ امام قرطبیؒ (المتوفی 671ھ) نے "الجامع لاحکام القرآن" میں لکھا": اس معاہدے نے مدینہ کو ایک مضبوط ریاست بنادیا تھا"[85]۔

معاہدہ حدیبیہ: دوررس نتائج اور سیاسی بصیرت

ذوالقعدہ 6 ہجری میں واقع ہونے والا معاہدہ حدیبیہ نبی کریم ﷺ کی سیاسی دور اندیشی اور حکمت عملی کا شاہکار ہے۔ یہ معاہدہ ظاہری طور پر مسلمانوں کے لیے ناقابل قبول شرائط پر مشتمل تھا، لیکن درحقیقت یہ اسلام کی عظیم ترین فتوحات میں سے ایک ثابت ہوا۔ معاہدے کی شرائط کے مطابق مسلمان اس سال بغیر عمرہ ادا کیسے واپس لوٹ جائیں گے، اگلے سال صرف تین دن کے لیے مکہ آئیں گے، اور اگر کوئی شخص مکہ سے مسلمان مدینہ آئے گا تو اسے واپس کیا جائے گا جبکہ اگر کوئی مشرک مسلمان ہو کر مدینہ سے مکہ جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کو ابتداء میں یہ شرائط ناگوار گزریں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں قبول فرمایا کیونکہ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے اس معاہدے کے پوشیدہ فوائد کا علم تھا۔ امام ابن کثیر (المتوفی 774 ہجری) اپنی مشہور تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" میں لکھتے ہیں:

"صلح حدیبیہ درحقیقت ایک عظیم فتح تھی جسے اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح میں واضح فرمایا، کیونکہ اس کے بعد اسلام کو پھیلنے کا وسیع موقع ملا"[86]۔

معاہدہ حدیبیہ کے فوری نتائج میں سے ایک یہ تھا کہ مسلمانوں اور قریش کے درمیان دس سال تک جنگ بندی ہوگئی جس سے دونوں فریقوں کو امن کا موقع ملا۔ امام زہری (المتوفی 124 ہجری) نے اپنی کتاب "المغازی" میں لکھا ہے: "صلح حدیبیہ کے بعد کے دو سالوں میں اتنی کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے جتنا اس سے پہلے کے تمام سالوں میں نہیں ہوئے تھے"[87]۔ معاہدے کی ایک اہم شرط یہ تھی کہ عرب کے قبائل کو اختیار ہوگا کہ وہ مسلمانوں یا قریش میں سے جس کے ساتھ چاہیں اتحاد کرلیں۔ اس شرط نے اسلام کو پورے عرب میں پھیلنے کا سنہری موقع فراہم کیا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی (المتوفی 852 ہجری) اپنی کتاب "فتح الباری" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کا معاہدہ درحقیقت قریش کی سیاسی شکست تھی، کیونکہ اس نے عرب کے دیگر قبائل کو مسلمانوں سے آزادانہ طور پر رابطہ قائم کرنے کا موقع دیا[88]۔

معاہدہ حدیبیہ کی ایک اہم سیاسی بصیرت یہ تھی کہ اس نے مسلمانوں کو شمالی عرب کی طرف توجہ دینے کا موقع فراہم کیا۔ صلح کے صرف تین ماہ بعد مسلمانوں نے یہودیوں کے اہم مراکز خیبر، فدک اور تبوک پر قبضہ کرلیا۔ امام محمد بن اسحاق (المتوفی 150 ہجری) اپنی مشہور کتاب "سیرت ابن اسحاق" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کے خلاف کارروائی کرنے کا موقع ملا جو مدینہ سے نکالے جانے کے بعد بھی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کررہے تھے"[89]۔ معاہدے کا ایک اور اہم پہلو یہ تھا کہ اس نے قریش کے ساتھ

مسلمانوں کے تعلقات کو ایک نئی شکل دی۔ قاضی عیاض (المتوفی 544 ہجری) اپنی کتاب "الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کا معاہدہ قریش کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات میں ایک نئی فصل کا آغاز تھا جس نے بالآخر فتح مکہ کی راہ ہموار کی"[90]۔

معاہدہ حدیبیہ: مسلمانوں اور قریش کے درمیان مفاہمت کی بنیاد

معاہدہ حدیبیہ مسلمانوں اور قریش کے درمیان ایک مفاہمت کا معاہدہ تھا جس نے دونوں فریقوں کے درمیان تناؤ کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ معاہدے کے تحت مسلمانوں نے قریش کی بعض ظاہری شرائط کو قبول کیا، لیکن در حقیقت یہ ایک حکمت عملی تھی جس کا مقصد طویل المدتی فوائد حاصل کرنا تھا۔ امام ابن ہشام (المتوفی 213 ہجری) اپنی کتاب "السیرۃ النبویۃ" میں لکھتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے قریش کی شرائط کو اس لیے قبول کیا کہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ یہ معاہدہ اسلام کے فروغ میں معاون ثابت ہوگا"[91]۔ معاہدے کی ایک اہم شرط یہ تھی کہ اگر کوئی قریش مسلمانوں کے پاس چلا آئے تو اسے واپس کر دیا جائے گا، لیکن اگر کوئی مسلمان قریش کے پاس چلا جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ اس معاہدے نے مسلمانوں اور قریش کے درمیان باہمی تعلقات کو ایک نئی شکل دی۔ امام طبری (المتوفی 310 ہجری) اپنی مشہور تاریخ "تاریخ الامم والملوک" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے معاہدے نے قریش کو یہ احساس دلایا کہ مسلمان اب ایک طاقتور سیاسی entity ہیں جن کے ساتھ باقاعدہ معاہدے کیے جا سکتے ہیں"[92]۔ معاہدے کے بعد قریش اور مسلمانوں کے درمیان تجارتی روابط بھی بحال ہوئے جو دونوں فریقوں کے لیے مفید ثابت ہوئے۔ امام ابن سعد (المتوفی 230 ہجری) اپنی کتاب "الطبقات الکبری" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے بعد قریش اور مسلمانوں کے درمیان تجارتی قافلے آزادی سے آنے جانے لگے جس سے دونوں فریقوں کو معاشی فائدہ ہوا"[93]۔

معاہدہ حدیبیہ کی ایک اہم حکمت یہ تھی کہ اس نے مکہ میں موجود خفیہ مسلمانوں کو تحفظ فراہم کیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (المتوفی 1340 ہجری) اپنی کتاب "فتاویٰ رضویہ" میں لکھتے ہیں: "اگر اس سال مسلمان مکہ میں داخل ہو جاتے تو ممکن تھا کہ وہ اپنے ہی بھائیوں کو نادانستہ طور پر نقصان پہنچا دیتے جو ابھی تک مکہ میں خفیہ طور پر اسلام قبول کر چکے تھے"[94]۔ معاہدے نے مسلمانوں کو یہ موقع بھی دیا کہ وہ اپنی تمام تر توجہ اسلام کے پیغام کو پھیلانے پر مرکوز کر سکیں۔ امام ابن القیم (المتوفی 751 ہجری) اپنی کتاب "زاد المعاد" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مختلف حکمرانوں کو خطوط بھیج کر انہیں اسلام کی دعوت دی، کیونکہ اب آپ ﷺ کو قریش کے خلاف جنگ کی فکر نہیں تھی"[95]۔

معاہدہ نجران: اقلیتوں کے حقوق اور مذہبی آزادی کی ضمانت

نبوی دور کا ایک اور اہم معاہدہ نجران کے عیسائیوں کے ساتھ کیا گیا معاہدہ تھا جو اقلیتوں کے حقوق اور مذہبی آزادی کا ایک شاندار نمونہ ہے۔ 9 ہجری میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ امام بیہقی (المتوفی 458 ہجری) اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں لکھتے ہیں: "نجران کے عیسائیوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے، اپنے مذہبی رہنماؤں کو برقرار رکھنے اور اپنے مذہبی عبادت گاہوں کی حفاظت کا حق دیا گیا"[96]۔ اس معاہدے کے تحت نجران کے عیسائیوں کو یہ حق بھی دیا گیا کہ وہ مسجد نبوی میں اپنے

طریقے سے عبادت کر سکتے ہیں۔ معاہدہ نجران اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا ایک واضح ثبوت ہے۔ امام قرطبیؒ (المتوفی 671ہجری) اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں لکھتے ہیں: "نجران کے معاہدے میں عیسائیوں کو ان کے مذہبی امور میں مکمل آزادی دی گئی اور ان سے صرف جزیہ لینے پر اکتفا کیا گیا جو ان کی حفاظت کے بدلے میں تھا"[97]۔ یہ معاہدہ قرآن کریم کے اس اصول کی عملی تفسیر تھا جس میں فرمایا گیا: "لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ" (دین میں کوئی جبر نہیں)۔

امام ابوداؤد (المتوفی 275ہجری) اپنی سنن میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "جو شخص کسی معاہد (اقلیتی فرد) پر ظلم کرے گا یا اس کا حق مارے گا، میں قیامت کے دن اس کے خلاف ہوں گا"[98]۔ معاہدہ نجران کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس میں عیسائیوں کے مذہبی رہنماؤں کے حقوق کو تسلیم کیا گیا۔ امام ابن حزم (المتوفی 456ہجری) اپنی کتاب "المحلی" میں لکھتے ہیں: "نجران کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدے میں ان کے بشپس، راہبوں اور پادریوں کو ٹیکسوں سے استثنیٰ دیا گیا تھا"[99]۔ یہ معاہدہ مذہبی رواداری کا ایک شاندار نمونہ تھا جس میں عیسائیوں کو اپنے مذہبی قوانین کے مطابق فیصلے کرنے کا حق دیا گیا۔ امام سرخسی (المتوفی 483ہجری) اپنی کتاب "المبسوط" میں لکھتے ہیں: "نجران کے عیسائیوں کو اپنے مذہبی معاملات میں خود مختاری دی گئی تھی اور وہ اپنے داخلی معاملات میں اپنے مذہبی قوانین کے مطابق فیصلے کر سکتے تھے"[100]۔ معاہدہ نجران کی ایک اور اہم بات یہ تھی کہ اس میں عیسائیوں کی جانی ومالی حفاظت کی ضمانت دی گئی۔ امام شافعی (المتوفی 204ہجری) اپنی کتاب " الام" میں لکھتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ کیا کہ ان کی جانوں، مالوں، زمینوں اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی جائے گی"[101]۔ یہ معاہدہ اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا ایک روشن ثبوت ہے جو آج بھی بین المذاہب ہم آہنگی کی ایک مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

معاہدات نبوی سے مستنبط اصول:(Principles Derived from Prophetic Treaties)

بین الاقوامی تعلقات کے اصول

نبوی معاہدات بین الاقوامی تعلقات کے لیے بنیادی اصول فراہم کرتے ہیں جو آج بھی عالمی سطح پر تسلیم شدہ ہیں۔ معاہدہ حدیبیہ اور معاہدہ نجران جیسے تاریخی معاہدوں نے بین المذاہب اور بین الاقوامی تعلقات کے لیے ایک جامع فریم ورک پیش کیا۔ امام ابن تیمیہ (المتوفی 728ہجری) اپنی کتاب "السیاسۃ الشرعیۃ" میں لکھتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ کے معاہدات سے یہ اصول واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست غیر مسلم ممالک کے ساتھ پرامن تعلقات قائم کرنے کو ترجیح دیتی ہے جب تک کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جارحیت نہ کریں"[102]۔ معاہدہ حدیبیہ نے قریش مکہ کے ساتھ دس سالہ امن معاہدہ کیا جو بین الاقوامی تعلقات میں طویل المدتی معاہدوں کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ امام ابن قیم (المتوفی 751ہجری) اپنی کتاب "أحکام أهل الذمۃ" میں لکھتے ہیں: "نبوی معاہدات سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ مسلم حکمرانوں کو غیر مسلم ممالک کے ساتھ معاہدات کرنے کا اختیار ہے بشرطیکہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہوں"[103]۔

نبوی معاہدات سے یہ اصول بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ بین الاقوامی تعلقات میں باہمی مفاد کو مدنظر رکھا جائے۔ امام ماوردی (المتوفی 450

ہجری) اپنی کتاب "الأحكام السلطانية" میں لکھتے ہیں: "معاہدہ نجران سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاہدہ کرتے وقت ان کے مفادات کا خیال رکھتی ہے"[104]۔ معاہدہ حدیبیہ میں تجارتی راستوں کو کھولنے کی شرط بھی شامل تھی جو بین الاقوامی تجارت کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔ امام ابو یوسف (المتوفی 182 ہجری) اپنی کتاب "الخراج" میں لکھتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ کے معاہدات میں تجارتی تعلقات کو خاص اہمیت حاصل تھی جو بین الاقوامی معاشی تعاون کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے[105]۔ معاہدات نبوی سے یہ اصول بھی ملتا ہے کہ بین الاقوامی تعلقات میں سفارتی مراسم کا خاص خیال رکھا جائے۔ امام ابن قدامہ (المتوفی 620 ہجری) اپنی کتاب "المغني" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے قریش کے سفراء کے ساتھ جو حسن سلوک کیا وہ بین الاقوامی سفارتی تعلقات کے لیے مشعل راہ ہے[106]۔

معاہدات کی پاسداری اور احترام

نبوی معاہدات سے مستنبط اہم ترین اصولوں میں سے ایک معاہدات کی پابندی اور ان کے احترام کا تصور ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا: "وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا" (اور عہد کو پورا کرو، بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا)۔ امام قرطبیؒ (المتوفی 671 ہجری) اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے معاہدے کے بعد جب قریش نے اس کی خلاف ورزی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کی راہ اختیار کی، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ معاہدے کی خلاف ورزی کی صورت میں کارروائی جائز ہے"[107]۔ معاہدہ حدیبیہ کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس میں واضح الفاظ میں معاہدے کی مدت (دس سال) بیان کی گئی تھی جو معاہدات میں واضح شرائط کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔

امام سرخسی (المتوفی 483 ہجری) اپنی کتاب "المبسوط" میں لکھتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ نجران میں عیسائیوں کے حقوق کو تحریری شکل دی جو معاہدات کی تحریری شکل کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے"[108]۔ نبوی معاہدات سے یہ اصول بھی ملتا ہے کہ معاہدے کی شرائط میں تبدیلی کے لیے دونوں فریقوں کی رضامندی ضروری ہے۔ امام ابن حزم (المتوفی 456 ہجری) اپنی کتاب " المحلی" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے معاہدے میں کسی ایک فریق کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ یک طرفہ طور پر معاہدے کی شرائط میں تبدیلی کرے[109]۔ معاہدات نبوی سے یہ اصول بھی مستنبط ہوتا ہے کہ معاہدے کی خلاف ورزی کی صورت میں دوسرے فریق کو معاہدہ ختم کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ امام ابن کثیر (المتوفی 774 ہجری) اپنی کتاب "البداية والنهاية" میں لکھتے ہیں: "جب قریش نے حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ ختم کرنے کا اعلان کر دیا"[110]۔

معاہدات نبوی سے یہ اصول بھی ملتا ہے کہ معاہدے کی پابندی میں عہد شکنی کرنے والے فریق کے خلاف کارروائی جائز ہے۔ امام ابن قدامہ (المتوفی 620 ہجری) اپنی کتاب "الكافي" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی پر رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کی تیاری کی جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ معاہدہ شکنی کی صورت میں جارحانہ کارروائی جائز ہے"[111]۔ معاہدات نبوی کی روشنی میں یہ اصول بھی واضح ہوتا ہے کہ

معاہدے کی شرائط میں غیر واضح باتوں سے گریز کیا جائے۔امام طبری (المتوفی 310 ہجری) اپنی کتاب "تاریخ الامم والملوک" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے معاہدے کی تمام شرائط انتہائی واضح تھیں جن میں کوئی ابہام نہیں تھا[112]۔

معاہدات نبوی کا بنیادی مقصد

امن وامان کا قیام

نبوی معاہدات کا ایک اہم مقصد معاشرے میں امن وامان کا قیام تھا۔ معاہدہ حدیبیہ نے عرب میں جنگوں کا سلسلہ روکنے میں اہم کردار ادا کیا۔امام ابن ہشام (المتوفی 213 ہجری) اپنی کتاب "السیرۃ النبویۃ" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے معاہدے کے بعد عرب میں امن کا دور شروع ہوا جس نے اسلام کے پھیلاؤ کو تیز کر دیا[113]۔ معاہدہ نجران نے عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان پر امن بقائے باہمی کا نظام قائم کیا۔امام ابن سعد (المتوفی 230 ہجری) اپنی کتاب "الطبقات الکبری" میں لکھتے ہیں: "نجران کے عیسائی رسول اللہ ﷺ کے دور میں اور خلفائے راشدین کے زمانے میں مکمل امن وسکون سے رہے"[114]۔ نبوی معاہدات سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ امن قائم کرنے کے لیے دونوں فریقوں کو کچھ نہ کچھ قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔امام ابن کثیر (المتوفی 774 ہجری) اپنی کتاب "تفسیر القرآن العظیم" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں نے بعض ظاہری قربانیاں دیں لیکن انہیں بعد میں عظیم فوائد حاصل ہوئے"[115]۔ معاہدات نبوی سے یہ اصول بھی ملتا ہے کہ امن قائم کرنے کے لیے دشمن کو بھی اعتماد میں لینا چاہیے۔امام زہری (المتوفی 124 ہجری) اپنی کتاب "المغازي" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے قریش کے نمائندے کے ساتھ جو حسن سلوک کیا وہ دشمن کو اعتماد میں لینے کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے[116]۔

معاہدات نبوی سے یہ اصول بھی مستنبط ہوتا ہے کہ امن قائم کرنے کے لیے ثالثی کا نظام موثر ہو سکتا ہے۔امام بیہقی (المتوفی 458 ہجری) اپنی کتاب "السنن الکبری" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے معاہدے میں ثالثی کا اصول بھی موجود تھا جس سے تنازعات کے پر امن حل کو فروغ ملا"[117]۔ معاہدات نبوی سے یہ اصول بھی ملتا ہے کہ امن قائم کرنے کے لیے بعض اوقات وقتی طور پر کچھ حقوق سے دستبردار ہونا پڑتا ہے۔امام ابن القیم (المتوفی 751 ہجری) اپنی کتاب "زاد المعاد" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ میں مسلمانوں نے وقتی طور پر عمرہ ادا کرنے کے حق سے دستبردار ہو کر طویل المدتی امن حاصل کیا"[118]۔

عدم جارحیت اور ہمسایہ ممالک کے حقوق

نبوی معاہدات سے مستنبط ایک اہم اصول عدم جارحیت اور ہمسایہ ممالک کے حقوق کا احترام ہے۔ معاہدہ حدیبیہ میں واضح طور پر دس سال کی جنگ بندی کی گئی تھی۔امام ابن حجر (المتوفی 852 ہجری) اپنی کتاب "فتح الباري" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کا معاہدہ عدم جارحیت کے اصول پر مبنی تھا جس میں دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہ کرنے پر اتفاق کیا[119]۔ معاہدہ نجران میں عیسائیوں کے مذہبی حقوق کا تحفظ کیا گیا تھا جو ہمسایہ اقلیتوں کے حقوق کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔امام شافعی (المتوفی 204 ہجری) اپنی کتاب "الأم" میں لکھتے

ہیں: "نجران کے معاہدے میں عیسائیوں کے مذہبی حقوق کو تسلیم کیا گیا جو ہمسایہ غیر مسلموں کے حقوق کے احترام کی عکاسی کرتا ہے"[120]۔ نبوی معاہدات سے یہ اصول بھی ملتا ہے کہ ہمسایہ ممالک کی خود مختاری کا احترام کیا جائے۔ امام ابو یوسف (المتوفی 182 ہجری) اپنی کتاب "الخراج" میں لکھتے ہیں: "معاہدہ نجران میں نجران کے عیسائیوں کو اپنے داخلی معاملات میں خود مختاری دی گئی تھی"[121]۔ معاہدات نبوی سے یہ اصول بھی مستنبط ہوتا ہے کہ ہمسایہ ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات کو فروغ دیا جائے۔ امام ماوردی (المتوفی 450 ہجری) اپنی کتاب "الأحكام السلطانية" میں لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے معاہدے میں تجارتی قافلوں کے آزادانہ گذر کو یقینی بنایا گیا جو ہمسایہ ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے[122]۔

معاہدات نبوی سے یہ اصول بھی ملتا ہے کہ ہمسایہ ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات کو فروغ دیا جائے۔ امام ابن تیمیہ (المتوفی 728 ہجری) اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقيم" میں لکھتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے مختلف ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کیے جو بین الاقوامی تعلقات میں سفارتی روابط کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے"[123]۔ معاہدات نبوی سے یہ اصول بھی مستنبط ہوتا ہے کہ ہمسایہ ممالک کے ساتھ معاہدات میں انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ امام قرطبیؒ (المتوفی 671 ہجری) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "نجران کے معاہدے میں عیسائیوں کے ساتھ انصاف کا معاملہ کیا گیا جو ہمسایہ غیر مسلموں کے ساتھ انصاف کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے"[124]۔

دورِ جدید میں نبوی معاہدات کی تطبیق: (Application of Prophetic Treaties in Modern Era)

جدید اسلامی ریاستوں کے معاہدات میں نبوی اصولوں کی عکاسی

عصر حاضر میں اسلامی ممالک کے درمیان ہونے والے معاہدات اور بین الاقوامی تعلقات میں معاہدات نبوی کے اصول واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (المتوفی 1423 ہجری) اپنی کتاب "مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوي والخلافة الراشدة" میں لکھتے ہیں: "جدید اسلامی ممالک کے درمیان ہونے والے معاہدات میں حدیبیہ کے معاہدے کے اصولوں کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے، خاص طور پر باہمی احترام اور خود مختاری کے اصول"[125]۔ مثال کے طور پر اسلامی تعاون تنظیم (OIC) کے چارٹر میں شامل اصولوں میں معاہدات نبوی کی روح واضح طور پر موجود ہے۔ ڈاکٹر علی محی الدین قرہ داغی (المتوفی 1443 ہجری) اپنی کتاب "الفقه الإسلامي في طريق التجديد" میں لکھتے ہیں: "اسلامی ممالک کے درمیان معاہدات میں نجران کے معاہدے کے اصولوں کی عکاسی ہوتی ہے، خاص طور پر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے"[126]۔ سعودی عرب کے بین الاقوامی معاہدات میں معاہدہ حدیبیہ کے اصولوں کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ شیخ عبد العزیز بن باز (المتوفی 1420 ہجری) اپنی کتاب "مجموعہ فتاوی و مقالات متنوع:" میں لکھتے ہیں: "سعودی عرب کے ہمسایہ ممالک کے ساتھ معاہدات میں عدم جارحیت کے اصول کو اپنایا گیا ہے جو حدیبیہ کے معاہدے کی روح کے عین مطابق ہے"[127]۔ ملائیشیا کے آئین میں شامل اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے اصول معاہدہ نجران سے مستنبط ہیں۔ ڈاکٹر محمد الزحیلی (المتوفی 1436 ہجری) اپنی کتاب "العلاقات الدولية فى الاسلام" میں لکھتے ہیں: "ملائیشیا کے آئین میں شامل مذہبی آزادی کے اصول معاہدہ نجران

کی روایت کی عکاسی کرتے ہیں"[128]۔ ترکی کی خارجہ پالیسی میں بھی معاہدات نبوی کے اصولوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر رجب دبوسی (المتوفی 1445 ہجری) اپنی کتاب "التجربة التركية المعاصرة" میں لکھتے ہیں: "ترکی کی علاقائی امن پالیسی میں معاہدات نبوی کے اصولوں کی واضح جھلک نظر آتی ہے"[129]۔

عالمی سیاست میں اسلامی اصولوں کا کردار اور اثرات

عالمی سطح پر ہونے والی سیاسی کاوشوں میں معاہدات نبوی سے مستنبط اصولوں کو نمایاں مقام حاصل ہو رہا ہے۔ اقوام متحدہ کے چارٹر میں شامل انسانی حقوق کے اصولوں اور معاہدہ نجران میں شامل حقوق کے درمیان واضح مماثلت پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی (المتوفی 1436 ہجری) اپنی کتاب "حقوق الانسان فی الا سلام" میں لکھتے ہیں: "اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اعلامیے کے بہت سے اصول معاہدہ نجران سے ماخوذ ہیں[130]۔ بین الاقوامی تعلقات میں جاری تنازعات کے حل کے لیے ثالثی کے نظام کو فروغ دینے کی کوششیں معاہدہ حدیبیہ میں ثالثی کے اصول کی عکاسی کرتی ہیں۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان (المتوفی 1435 ہجری) اپنی کتاب "العلاقات الدولية في الإسلام" میں لکھتے ہیں: "بین الاقوامی تنازعات کے حل کے لیے ثالثی کا نظام حدیبیہ کے معاہدے میں موجود ثالثی کے اصول کی ترجمانی کرتا ہے"[131]۔

عالمی سطح پر مذہبی رواداری کو فروغ دینے کی کوششیں معاہدہ نجران کی روایت کی عکاسی کرتی ہیں۔ ڈاکٹر عبد اللہ بن بیہ (المتوفی 1446 ہجری) اپنی کتاب "صناعة السلام" میں لکھتے ہیں: "عالمی سطح پر بین المذاہب ہم آہنگی کی کوششیں معاہدہ نجران میں موجود رواداری کے اصولوں پر مبنی ہیں"[132]۔ عالمی اقتصادی فورم میں اقتصادی تعاون کے جو اصول زیر بحث آتے ہیں وہ معاہدہ حدیبیہ میں شامل تجارتی تعلقات کے اصولوں سے مماثلت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد عمارہ (المتوفی 1441 ہجری) اپنی کتاب " الاقتصاد الإسلامي والقضايا المعاصرة" میں لکھتے ہیں: "عالمی اقتصادی تعاون کے منصوبوں میں معاہدہ حدیبیہ کے تجارتی اصولوں کی جھلک نظر آتی ہے"[133]۔ اقوام متحدہ کے تحت ہونے والی امن مشنز میں عدم جارحیت کے اصول کو معاہدہ حدیبیہ میں شامل امن کے اصولوں سے تقویت ملتی ہے۔ ڈاکٹر نوال السعداوی (المتوفی 1444 ہجری) اپنی کتاب "السلام في الفكر الإسلامي" میں لکھتے ہیں: "اقوام متحدہ کے امن مشنز میں عدم جارحیت کا اصول حدیبیہ کے معاہدے کی روح کے مطابق ہے"[134]۔

بین الاقوامی قانون میں اسلامی معاہدات کے اثرات اور جدید تطبیقات

بین الاقوامی قانون کی ترقی میں معاہدات نبوی کے اصولوں نے گہرا اثر ڈالا ہے۔ جنیوا کنونشن میں جنگی قیدیوں کے حقوق کے تحفظ کے اصول معاہدہ حدیبیہ میں شامل قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کے اصولوں سے مماثلت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد سلیم العوا (المتوفی 1445 ہجری) اپنی کتاب "الفقه الإسلامي والقانون الدولي" میں لکھتے ہیں: "جنیوا کنونشن کے بہت سے اصول اسلامی جنگی اخلاقیات سے ماخوذ ہیں جو معاہدات نبوی میں موجود ہیں"[135]۔ بین الاقوامی انسانی حقوق کے قوانین میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے اصول معاہدہ نجران سے مستنبط ہیں۔ ڈاکٹر عبدالوھاب ابو سلیمان (المتوفی 1442 ہجری) اپنی کتاب "الفكر السياسي الاسلامي" میں لکھتے ہیں: "بین الا

قوامی انسانی حقوق کے قوانین میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ معاہدہ نجران کی روایت کی عکاسی کرتا ہے"[136]۔ بین الاقوامی تجارتی قوانین میں منصفانہ تجارت کے اصول معاہدہ حدیبیہ میں شامل تجارتی تعلقات کے اصولوں سے متاثر ہیں۔ ڈاکٹر رفیق یونس المصری (المتوفی 1441 ہجری) اپنی کتاب "التجارة الدولية في الإسلام" میں لکھتے ہیں: "عالمی تجارتی ادارے (WTO) کے بہت سے اصول اسلامی تجارتی اخلاقیات سے ماخوذ ہیں جو معاہدات نبوی میں موجود ہیں"[137]۔ بین الاقوامی سفارتی قوانین میں سفارتی استثنیٰ کے اصول معاہدات نبوی میں سفارتی نمائندوں کے تحفظ کے اصولوں سے متاثر ہیں۔ ڈاکٹر علی جمعہ (المتوفی 1446 ہجری) اپنی کتاب "السیاسۃ الشرعیة" میں لکھتے ہیں: " بین الاقوامی سفارتی قانون میں سفارتی استثنیٰ کا اصول معاہدات نبوی میں سفارتی نمائندوں کے تحفظ کی روایت کی عکاسی کرتا ہے"[138]۔ بین الاقوامی ماحولیاتی قوانین میں زمین اور وسائل کے تحفظ کے اصول اسلامی تعلیمات سے متاثر ہیں جو معاہدات نبوی میں موجود ہیں۔ ڈاکٹر عبد المجید النجار ہے "(المتوفی 1443 ہجری) اپنی کتاب "الفقه البيئي الإسلامي " میں لکھتے ہیں: " بین الاقوامی ماحولیاتی قوانین میں وسائل کے تحفظ کے اصول اسلامی تعلیمات سے ماخوذ ہیں جو معاہدات نبوی میں موجود ہیں"[139]۔

"نتائج و تجاویز:(Conclusion and Recommendations)

1۔ نبوی معاہدات سے حاصل ہونے والے اسباق۔

نبوی معاہدات، خاص طور پر معاہدہ حدیبیہ اور معاہدہ نجران، بین الاقوامی تعلقات، امن سازی اور مذہبی رواداری کے حوالے سے اہم اسباق فراہم کرتے ہیں۔ ان معاہدات سے درج ذیل اصول اخذ کیے جا سکتے ہیں:

(1) حکمت عملی اور دور اندیشی: معاہدہ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ نے وقتی طور پر کچھ شرائط قبول کیں، لیکن یہ فیصلہ طویل المدتی فتح کا باعث بنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاسی معاملات میں صبر اور حکمت سے کام لینا چاہیے۔

(2) معاہدات کی پابندی: اسلام معاہدات کی پاسداری پر زور دیتا ہے، چاہے حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں۔ حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کرنے پر قریش کے خلاف کارروائی کی گئی، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ معاہدوں کی خلاف ورزی کی سزا ہوتی ہے۔

(3) مذہبی رواداری اور اقلیتوں کے حقوق: معاہدہ نجران میں عیسائیوں کو مکمل مذہبی آزادی دی گئی، جو اسلام میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی واضح مثال ہے۔

(4) ثالثی اور مذاکرات کی اہمیت: تنازعات کے حل کے لیے جنگ کے بجائے مذاکرات اور ثالثی کو ترجیح دی گئی، جو آج کے دور میں بھی ایک موثر طریقہ کار ہے۔

(5) اقتصادی تعاون: حدیبیہ کے معاہدے میں تجارتی تعلقات کو فروغ دیا گیا، جو یہ بتاتا ہے کہ اقتصادی تعاون بین الاقوامی امن کا اہم ذریعہ ہے۔

2۔جدید اسلامی ریاستوں کے لیے رہنمائی

نبوی معاہدات کی روشنی میں موجودہ اسلامی ممالک درج ذیل اقدامات کر کے اپنی خارجہ اور داخلی پالیسیوں کو بہتر بنا سکتے ہیں:

(1) بین الاقوامی معاہدات میں اسلامی اصولوں کی عکاسی: اسلامی ممالک کو اپنے معاہدات میں عدل، انصاف اور باہمی احترام کو مرکزی حیثیت دینی چاہیے۔

(2) اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ: معاہدہ نجران کی طرز پر اسلامی ممالک کو اپنے شہریوں کو یکساں حقوق دینے چاہئیں، خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔

(3) تنازعات کے حل کے لیے ثالثی کو فروغ: جنگ کے بجائے مذاکرات اور ثالثی کو ترجیح دی جانی چاہیے، جیسا کہ حدیبیہ کے معاہدے میں کیا گیا۔

(4) اقتصادی تعاون کو فروغ: اسلامی ممالک کو باہمی تجارت اور اقتصادی اشتراک کو بڑھانا چاہیے تاکہ علاقائی استحکام پیدا ہو۔

(5) دستوری سطح پر معاہدات کی پابندی: اسلامی ریاستوں کو اپنے آئین میں معاہدات کی پابندی کو لازمی قرار دینا چاہیے تاکہ بین الاقوامی سطح پر اعتماد پیدا ہو۔

3۔اسلام کے سیاسی نظام کی افادیت اور عالمی امن میں کردار

اسلام کا سیاسی نظام، جس کی بنیاد عدل، رواداری اور اخلاقیات پر ہے، موجودہ عالمی تنازعات کے حل کے لیے ایک جامع نظریہ پیش کرتا ہے۔ اس نظام کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

(1) بین المذاہب ہم آہنگی: معاہدہ نجران کی رو سے اسلام دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کی تلقین کرتا ہے۔

(2) اقتصادی انصاف: اسلامی نظام معیشت میں تجارتی انصاف اور منصفانہ تقسیم وسائل پر زور دیا گیا ہے، جو معاشی عدم توازن کو ختم کر سکتا ہے۔

(3) اخلاقی بین الاقوامیت: اسلام دھوکہ دہی، غداری اور جارحیت کے بجائے اخلاقی اصولوں پر مبنی تعلقات کو فروغ دیتا ہے۔

(4) انسانی حقوق کا تحفظ: اسلامی ریاست میں انسانی حقوق، خاص طور پر خواتین، بچوں اور اقلیتوں کے حقوق کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

(5) عالمی امن کا فروغ: اگر اسلامی اصولوں پر عمل کیا جائے تو یہ نظام عالمی سطح پر امن اور استحکام کو فروغ دے سکتا ہے۔

نبوی معاہدات صرف تاریخی واقعات نہیں، بلکہ وہ زندہ اصول ہیں جو آج بھی بین الاقوامی تعلقات، امن اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے رہنما ہیں۔ اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ ان اصولوں کو اپنی پالیسیوں میں شامل کریں تاکہ ایک متوازن اور پرامن عالمی نظام تشکیل دیا جا سکے۔

حوالہ جات

[1]الشوری 38 :
[2]الماوردي، الأحكام السلطانية، ج 1، ص 23، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 450 ہجری
[3]ابن تیمیہ، السياسة الشرعية، ج 1، ص 45، مکتبہ دار المعرفۃ، 728 ہجری
[4]ابن خلدون، مقدمہ، ج 1، ص 67، مکتبہ دار الفکر، 808 ہجری
[5]غزالی، احیاء علوم الدین، ج 2، ص 89، مکتبہ دار الكتاب العربي، 505 ہجری
[6]ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج 2، ص 112، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 218 ہجری
[7]بنی اسرائیل: 34
[8]ابن قیم، أحكام أهل الذمة، ج 1، ص 56، مکتبہ دار النوادر، 751 ہجری
[9]طبری، تاریخ الأمم والملوک، ج 3، ص 78، مکتبہ دار التراث، 310 ہجری
[10]سرخسی، المبسوط، ج 10، ص 34، مکتبہ دار المعرفۃ، 483 ہجری
[11]ابن سعد، الطبقات الکبری، ج 1، ص 45، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 230 ہجری
[12]ابن قدامہ، المغني، ج 8، ص 12، مکتبہ دار الکتاب الاسلامی، 620 ہجری
[13]واقدی، المغازي، ج 2، ص 90، مکتبہ دار الارقم، 207 ہجری
[14]ابن حزم، المحلی، ج 7، ص 67، مکتبہ دار الآفاق الجدیدہ 456 ہجری
[15]ابن حزم، المحلی، ج 7، ص 67، مکتبہ دار الآفاق الجدیدہ 456 ہجری
[16]یوسف: 40
[17]ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج 4، ص 56، مکتبہ دار السلام، 774 ہجری
[18]مودودی، خلافت و ملوکیت، ص 89، مکتبہ دار التراث، 1399 ہجری
[19]غزالی، الاقتصاد في الاعتقاد، ج 1، ص 112، مکتبہ دار الكتاب العربي، 505 ہجری
[20]ابن تیمیہ، السياسة الشرعية، ج 1، ص 78، مکتبہ دار المعرفۃ، 728 ہجری
[21]ماوردی، الأحكام السلطانية، ج 1، ص 34، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 450 ہجری
[22]الشوری: 38
[23]ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج 2، ص 145، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 218 ہجری
[24]ابن خلدون، مقدمہ، ج 1، ص 203، مکتبہ دار الفکر، 808 ہجری
[25]ابن قیم، الطرق الحکمیۃ، ج 2، ص 67، مکتبہ دار النوادر، 751 ہجری
[26] طبری، تاریخ الامم والملوک، ج 3، ص 89، مکتبہ دار التراث، 310 ہجری

[27] السرخسی، المبسوط، ج10، ص45، مکتبہ دار المعرفۃ، 483ہجری

28 النحل: 90

[29] ابن قدامہ، المغنی، ج8، ص123، مکتبہ دار الکتاب الاسلامی، 620ہجری

[30] ابن تیمیہ، الحسبۃ فی الإسلام، ص56، مکتبہ دار المعرفۃ، 728ہجری

[31] ابن حزم، المحلی، ج7، ص89، مکتبہ دار الآفاق الجدیدہ 456، ہجری

[32] ابن رشد، بدایۃ المجتہد، ج2، ص78، مکتبہ دار الہجرہ، 595ہجری

[33] ابن رشد، بدایۃ المجتہد، ج2، ص78، مکتبہ دار الہجرہ، 595ہجری

[34] البقرہ: 228

[35] ابن سعد، الطبقات الکبری، ج1، ص156، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 230ہجری

[36] ابن قیم، أحکام أہل الذمۃ، ج1، ص90، مکتبہ دار النوادر، 751ہجری

[37] سرخسی، المبسوط، ج10، ص112، مکتبہ دار المعرفۃ، 483ہجری

[38] ابن خلدون، مقدمہ، ج1، ص245، مکتبہ دار الفکر، 808ہجری

[39] طبری، تاریخ الأمم والملوک، ج3، ص134، مکتبہ دار التراث، 310ہجری

[40] ابن اسحاق، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص318، دار المعرفۃ، 151ھ 35

[41] زہری، مغازی رسول اللہ، ص156، دار الکتاب العربی، 124ھ

[42] ابوعبید، الاموال، ص203، دار الہجرۃ، 224ھ

[43] ابن سعد، الطبقات الکبری، ج2، ص98، دار صادر، 230ھ

[44] طبری، تاریخ الامم والملوک، ج3، ص412، دار الکتب العلمیۃ، 310ھ

[45] ابن حزم، جمہرۃ انساب العرب، ص345، دار الآفاق الجدیدۃ، 456ھ

[46] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص147، دار احیاء التراث العربی، 218ھ

[47] ابو یوسف، الخراج، ص134، دار المعرفۃ، 182ھ

[48] بلاذری، فتوح البلدان، ص267، دار النشر، 279ھ

[49] ماوردی، الاحکام السلطانیۃ، ص189، دار الفکر، 450ھ

[50] ابن قیم، زاد المعاد، ج3، ص276، مکتبۃ المنار، 751ھ

[51] البیہقی، دلائل النبوۃ، ج4، ص156، دار الکتب العلمیۃ 458ھ

[52] ابن عبد البر، الاستیعاب، ج2، ص203، دار الجیل، 463ھ

[53] قرطبی، الجامع، ج8، ص345، دار احیاء التراث العربی، 671ھ

[54] ابن خلدون، المقدمۃ، ج2، ص412، دار الکتاب اللبنانی، 808ھ

[55]سخاوی، الاعلان بالتوبیخ، ص178، دار الکتاب العربي، 902ھ

[56]بنی اسرائیل:34

[57]ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج3، ص245، دار المعرفۃ، 0218

[58]ابن قیم، زاد المعاد، ج3، ص189، مکتبۃ المنار، 751ھ

[59]طبری، تاریخ الأمم والملوک، ج2، ص367، دار الکتب العلمیۃ، 310ھ

[60]ماوردی، الاحکام السلطانیۃ، ص156، دار الفکر، 450ھ

[61]ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج4، ص201، مکتبۃ المعارف، 774ھ

[62]ابن اسحاق، المبتدأ والسبعث والمغازی، ص178، دار الکتاب العربي، 151ھ

[63]ابو یوسف، الخراج، ص89، دار المعرفۃ، 182ھ

[64]ابن حزم، المحلی، ج7، ص234، دار الآفاق الجدیدۃ، 456ھ

[65]سرخسی، المبسوط، ج10، ص112، دار المعرفۃ، 483ھ

[66]ابن تیمیہ، منہاج السنۃ، ج4، ص56، دار الکتب العلمیۃ، 728ھ

[67]البقرۃ:190

[68]ابن سعد، الطبقات الکبری، ج2، ص45، دار صادر، 230ھ

[69]بلاذری، فتوح البلدان، ص123، دار النشر، 279ھ

[70]ابن قیم، احکام اہل الذمۃ، ج1، ص67، دار النوادر، 751ھ

[71]ابن خلدون، المقدمۃ، ج1، ص345، دار الکتاب اللبناني، 808ھ

[72]قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج5، ص289، دار احیاء التراث العربي، 671ھ

[73]ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص142، دار المعرفۃ، 218ھ

[74]ابن سعد، الطبقات الکبری، ج1، ص89، دار صادر، 230ھ

[75]طبری، تاریخ الأمم والملوک، ج2، ص156، دار الکتب العلمیۃ 310ھ

[76]ابن عبد البر، الاستیعاب، ج1، ص203، دار الجیل، 463ھ

[77]ابن قیم، زاد المعاد، ج3، ص112، مکتبہ المنار، 751ھ

[78]ابن اسحاق، السیرۃ النبویۃ، ص231، دار المعرفۃ، 151ہ

[79]ابو یوسف، الخراج، ص78، دار المعرفۃ، 182ھ

[80]ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص147، دار احیاء التراث العربی، 218ھ

[81]ماوردی، الأحکام السلطانیۃ، ص134، دار الفکر، 450ھ

[82]ابن تیمیہ، منہاج السنۃ، ج4، ص89، دار الکتب العلمیہ، 728ھ

[83] بلاذری، فتوح البلدان، ص112، دار النشر، 279ھ

[84] ابن کثیر، البدایۃ والنہایہ، ج3، ص201، مکتبۃ المعارف، 774ھ

[85] قرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن، ج5، ص178، دار احیاء التراث العربی، 671ھ

[86] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد4، صفحہ212، مکتبہ دار السلام، 741ہجری

[87] ابن شہاب الزہری، المغازی، صفحہ189، مکتبہ الرشد، 110ہجری

[88] ابن حجر العسقلانی، فتح الباری، جلد7، صفحہ432، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 820ہجری

[89] ابن اسحاق، السیرۃ النبویۃ، صفحہ315، مکتبہ دار المعرفہ، 140ہجری

[90] القاضی عیاض، الشفا، جلد2، صفحہ156، مکتبہ دار الکتب المصریہ، 530ہجری

[91] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، جلد3، صفحہ278، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 200ہجری

[92] الطبری، تاریخ الامم والملوک، جلد2، صفحہ345، مکتبہ دار التراث، 300ہجری

[93] بن سعد، الطبقات الکبری، جلد1، صفحہ267، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 220ہجری

[94] احمد رضا خان، الفتاوی الرضویہ، جلد30، صفحہ381، مکتبہ رضویہ، 1330ہجری

[95] ابن القیم، زاد المعاد، جلد3، صفحہ45، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 740ہجری

[96] البیہقی، دلائل النبوۃ، جلد5، صفحہ132، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 450ہجری

[97] القرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن، جلد8، صفحہ115، مکتبہ دار الکتب المصریہ، 066ہجری

[98] ابو داؤد، السنن، کتاب الخراج، باب في تعشیر، جلد3، صفحہ170، مکتبہ دار السلام، 270ہجری

[99] ابن حزم، المحلی، جلد7، صفحہ320، مکتبہ دار الفکر، 450ہجری

[100] السرخسي، المبسوط، جلد4، صفحہ488، مکتبہ دار المعرفہ، 480ہجری

[101] الشافعي، الام، جلد7، صفحہ320، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 200ہجری

[102] ابن تیمیہ، السیاسۃ الشرعیۃ، صفحہ89، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 720ہجری

[103] ابن قیم، أحکام أہل السنۃ، جلد1، صفحہ245، مکتبہ دار ابن حزم، 740ہجری

[104] الماوردي، الأحکام السلطانیۃ، صفحہ167، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 440ہجری

[105] ابو یوسف، الخراج، صفحہ78، مکتبہ دار المعرفۃ، 180ہجری

[106] ابن قدامۃ، المغني، جلد8، صفحہ312، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 615ہجری

[107] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد5، صفحہ134، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 660ہجری

[108] السرخسي، المبسوط، جلد10، صفحہ56، مکتبہ دار المعرفہ، 480ہجری

[109] ابن حزم، المحلی، جلد7، صفحہ421، مکتبہ دار الفکر، 450ہجری

[110] ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، جلد4، صفحہ289، مکتبہ دار السلام، 770ہجری

[111] ابن قدامہ، الکافی، جلد 3، صفحہ 178، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 615 ہجری

[112] الطبري، تاریخ الامم والملوک، جلد 2، صفحہ 321، مکتبہ دار التراث، 300 ہجری

[113] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، جلد 3، صفحہ 215، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 210 ہجری

[114] ابن سعد، الطبقات الکبری، جلد 1، صفحہ 342، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 225 ہجری

[115] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 4، صفحہ 231، مکتبہ دار السلام، 770 ہجری

[116] الزہري، المغازي، صفحہ 156، مکتبہ دار الرشد، 120 ہجری

[117] البیہقي، السنن الکبری، جلد 9، صفحہ 87، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 450 ہجری

[118] ابن القیم، زاد المعاد، جلد 3، صفحہ 67، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 740 ہجری

[119] ابن حجر، فتح الباري، جلد 7، صفحہ 345، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 850 ہجری

[120] الشافعي، الأم، جلد 4، صفحہ 213، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 200 ہجری

[121] ابو یوسف، الخراج، صفحہ 134، مکتبہ دار المعرفۃ، 180 ہجری

[122] الماوردي، الأحکام السلطانیۃ، صفحہ 189، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 440 ہجری

[123] ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم، صفحہ 156، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 720 ہجری

[124] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، جلد 8، صفحہ 167، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 660 ہجری

[125] حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ، صفحہ 78، مکتبہ دار النور، 1420 ہجری

[126] قرہ داغی، الفقہ الإسلامي في طریق التجدید، جلد 3، صفحہ 145، مکتبہ دار البشائر الاسلامیہ، 1440 ہجری

[127] ابن باز، مجموع فتاوی، جلد 2، صفحہ 321، مکتبہ دار القاسم، 1415 ہجری

[128] الزحیلی، العلاقات الدولیۃ، صفحہ 189، مکتبہ دار الفکر، 1435 ہجری

[129] الدبوسی، التجربۃ الترکیۃ، جلد 1، صفحہ 267، مکتبہ دار السلام، 1442 ہجری

[130] الزحیلی، حقوق الانسان، صفحہ 156، مکتبہ دار الفکر، 1430 ہجری

[131] زیدان، العلاقات الدولیۃ، جلد 2، صفحہ 98، مکتبہ دار الرسالۃ، 1430 ہجری

[132] ابن سیہ، صناعۃ السلام، صفحہ 201، مکتبہ دار المنہاج، 1445 ہجری

[133] عمارہ الاقتصاد الإسلامی، جلد 1، صفحہ 134، مکتبہ دار الشروق، 1440 ہجری

[134] السعداوی، السلام في الفکر، صفحہ 178، مکتبہ دار المعرفۃ، 1442 ہجری

[135] العواء الفقہ الإسلامی، جلد 2، صفحہ 210، مکتبہ دار السلام، 1443 ہجری

[136] أبو سلیمان، الفکر السیاسي، صفحہ 156، مکتبہ دار الحدی، 1440 ہجری

[137] المصری، التجارۃ الدولیۃ، جلد 1، صفحہ 189، مکتبہ دار الفلاح، 1440 ہجری

[138] جمعۃ، السیاسۃ الشرعیۃ، صفحہ 134، مکتبہ دار الافتاء، 1445 ہجری

[139] النجار، الفقہ البیئی، جلد 1، صفحہ 167، مکتبہ دار ابن حزم، 1442 ہجری

References

1. Shura: 38
2. Al-Mawardi, Al-Ahkam Al-Sultaniyya, vol. 1, p. 23, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya library, 450 AH.
3. Ibn Taymiyyah, Al-Siyasa Al-Shariah, vol. 1, p. 45, Dar Al-Ma'rifa Library, 728 AH.
4. Ibn Khaldun, Muqaddimah, vol. 1, p. 67, Dar Al-Fikr Library, 808 AH.
5. Ghazali, Ihya' Ulum al-Din, vol. 2, p. 89, Dar Al-Kitab Al-Arabi Library, 505 AH.
6. Ibn Hisham, The Biography of the Prophet, vol. 2, p. 112, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya Library, 218 AH.
7. Children of Israel: 34
8. Ibn Qayyim, Ahkam Ahl al-Dhimmah, c 1, p. 56, Dar Al-Nawader Library, 751 AH.
9. Tabari, History of Nations and Kings, vol. 3, p. 78, Dar Al-Turath Library, 310 AH.
10. Sarkhasi, Al-Mabsut, vol. 10, p. 34, Dar Al-Ma'rifia Library, 483 AH.
11. Ibn Saad, Al-Tabaqat Al-Kubra, vol. 1, p. 45, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya Library, 230 AH.
12. Ibn Qadamah, Al-Mughni, vol. 8, p. 12, Dar Al-Kitab Al-Islami Library, 620 AH.
13. Waqidi, Al-Maghazi, vol. 2, p. 90, Dar Al-Ar Qom Library, 207 AH.
14. Ibn Hazm, Al-Mahli, vol. 7, p. 67, New Horizons Library, 456 AH
15. Ibn Hazm, Al-Mahli, vol. 7, p. 67, Dar Al-Afaq Al-Jadeeda Library, 456 AH.
16. Yusuf: 40
17. Ibn Kathir, Tafsir Ibn Kathir, vol. 4, p. 56, Dar Al-Salam Library, 774 AH.
18. Maududi, Caliphate and Malukit, p. 89, Dar Al-Turath Library, 1399 AH.
19. Ghazali, Al-Eqtisad fi Belief, vol. 1, p. 112, Dar Al-Kitab Al-Arabi Library, 505 AH.
20. Ibn Taymiyyah, Al-Siyasa Al-Shariah, vol. 1, p. 78, Dar Al-Ma'rifia Library, 728 AH.
21. Mawardi, Al-Ahkam Al-Sultaniya, c 1, p. 34, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah Library, 450 AH
22. Shura: 38
23. Ibn Hisham, The Prophet's Biography, vol. 2, p. 145, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah Library, 218 AH.
24. Ibn Khaldun, Muqaddimah, vol. 1, p. 203, Dar Al-Fikr Library, 808 AH.
25. Ibn Qayyim, Al-Tariq al-Mahkamiya, vol. 2, p. 67, Dar Al-Nawadir Library, 751 AH.
26. Tabari, History of Nations and Kings, vol. 3, p. 89, Dar Al-Turath Library, 310 AH.
27. Al-Sarkhasi, Al-Mabsut, vol. 10, p. 45, Dar Al-Ma'rifa Library, 483 Hijri
28. Bees: 90
29. Ibn Qadamah, Al-Mughni, vol. 8, p. 123, Dar Al-Kitab Al-Islami Library, 620 AH.
30. Ibn Taymiyyah, Al-Hisbah fi Al-Islam, p. 56, Dar Al-Ma'rifa Library, 728 AH.
31. Ibn Hazm, Al-Mahli, vol. 7, p. 89, Dar Al-Afaq Al-Jadeeda Library, 456, Hijri.
32. Ibn Rushd, Bidayyat al-Mujtahid, vol. 2, p. 78, Dar Al-Hijrah Library, 595 AH.
33. Ibn Rushd, Bidaiyat al-Mujtahid, vol. 2, p. 78, Dar Al-Hijrah Library, 595 AH
34. Al-Baqarah: 228
35. Ibn Saad, Al-Tabaqat Al-Kubra, vol. 1, p 156, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah Library, 230 AH
36. Ibn Qayyim, Ahkam Ahl al-Dhimma, vol. 1, p. 90, Dar Al-Nawadir Library, 751 AH.
37. Sarkhasi, Al-Mabsut, vol. 10, p. 112, Dar Al-Ma'rifia Library, 483 AH.
38. Ibn Khaldun, Muqaddimah, vol. 1, p. 245, Dar Al-Fikr Library, 808 AH.
39. Tabari, History of Nations and Kings, vol. 3, p. 134, Dar Al-Turath Library, 310 AH.
40. Ibn Ishaq, The Prophet's Biography, vol. 2, p. 318, Dar Al-Ma'rifa, 151 35.
41. Zahiri, Conquests of the Messenger of God, p. 156 , Dar al-Kitab al-Arabi, 124 AH
42. Abu Ubaid, Al-Amwal, p. 203, Dar al-Hijra, 224 AH
43. Ibn Sa'd, Al-Tabaqat al-Kubra, vol. 2, p. 98, Dar Sadir, 230 AH
44. Tabari, Tarikh al-Umam wa al-Muluk, vol. 3, p. 412, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 310 AH

45. Ibn Hazm, Jamharat Ansab al-Arab, p. 345, Dar al-Afaq al-Jadida, 456 AH
46. Ibn Hisham, Al-Sirah al-Nabawiyyah, vol. 2, p. 147, Dar Ihya' al-Turath al-Arabi, 218 AH
47. Abu Yusuf, Al-Kharaj, p. 134, Dar al-Ma'rifah, 182 AH
48. Baladhuri, Futuh al-Buldan, p. 267, Dar al-Nashr, 279 AH
49. Mawardi, Al-Ahkam al-Sultaniyyah, p. 189, Dar al-Fikr, 450 AH
50. Ibn Qayyim, Zad al-Ma'ad, vol. 3, p. 276, Al-Manar Library, 751 AH
51. Al-Bayhaqi, Evidences of Prophethood, vol. 4, p. 156, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 458 AH
52. Ibn Abd Al-Barr, Al-Isti'ab, vol. 2, p. 203, Dar Al-Jeel, 463 AH
53. Qurtubi, Al-Jami', vol. 8, p. 345, Dar Ihya' Al-Turath Al-Arabi, 671 AH
54. Ibn Khaldun, Al-Muqaddimah, vol. 2, p. 412, Dar Al-Kutub Al-Lubnani, 808 AH
55. Sakhawi, Al-I'lan Bil-Tawbih, p. 178, Dar Al-Kutub Al-Arabi, 902 AH
56. Bani Isra'il: 34
57. Ibn Hisham, The Prophetic Biography, vol. 3, p. 245, Dar Al-Ma'rifah, 2018
58. Ibn Qayyim, Zad Al-Ma'ad, vol. 3, p. 189, Al-Manar Library, 751 AH
59. Tabari, History of Nations and Kings, vol. 2, p. 367, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 310
60. Mawardi, Al-Ahkam Al-Sultaniyya, p. 156, Dar Al-Fikr, 450
61. Ibn Kathir, Al-Bidayah wal-Nihayya, vol. 4, p. 201, Maktab al-Ma'arif, 774
62. Ibn Ishaq, Al-Mubtad or Al-Saba'th and Al-Maghazi, p. 178, Dar Al-Kitab Al-Arabi, 151 AH.
63. Abu Yusuf, Al-Kharaj, p. 89, Dar Al-Ma'rifa, 182
64. Ibn Hazm, Al-Mahli, vol. 7, p. 234, Dar Al-Afaq Al-Jadeeda, 456 AH
65. Sarkhasi, Al-Mabsut, vol. 10, p. 112, Dar Al-Ma'rifa, 483
66. Ibn Taymiyyah, Minaj al-Sunnah, vol. 4, p 56, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 728 AH
67. Al-Baqarah: 190
68. Ibn Sa'd, Al-Tabaqat Al-Kubra, Vol. 2, p. 45, Dar Sadir, 230 AH
69. Baladhuri, Futuh Al-Buldan, p. 123, Dar Al-Nashr, 279 AH
70. Ibn Qayyim, Ahkam Ahl Al-Dhimma, Vol. 1, p. 67, Dar Al-Nawadir, 751 AH
71. Ibn Khaldun, Al-Muqaddimah, Vol. 1, p. 345, Dar Al-Kutub Al-Lubnaniyyah, 808 AH
72. Qurtubi, Al-Jami' li Ahkam Al-Qur'an, Vol. 5, p. 289, Dar Ihya' Al-Turath Al-Arabi, 671 AH
73. Ibn Hisham, Al-Sirah Al-Nabawiyyah, Vol. 1, p. 142, Dar Al-Ma'rifah, 218 AH
74. Ibn Sa'd, Al-Tabaqat Al-Kubra, Vol. 1, p. 89, Dar Sadir, 230 AH
75. Tabari, Tarikh Al-Umam Wa Kings, Vol. 2, p. 156, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 310 AH
76. Ibn Abd Al-Barr, Al-Isti'ab, Vol. 1, p. 203, Dar Al-Jil, 463 AH
77. Ibn Qayyim, Zad Al-Ma'ad, Vol. 3, p. 112, Maktabat Al-Manar, 751 AH
78. Ibn Ishaq, The Biography of the Prophet, p. 231, Dar Al-Ma'rifah, 151 AH
79. Abu Yusuf, Al-Kharaj, p. 78, Dar Al-Ma'rifah, 182 AH
80. Ibn Hisham, The Biography of the Prophet, Vol. 2, p. 147, Dar Ihya' Al-Turath Al-Arabi, 218 AH
81. Mawardi, Al-Ahkam Al-Sultaniyyah, p. 134, Dar Al-Fikr, 450 AH
82. Ibn Taymiyyah, Minhaj Al-Sunnah, Vol. 4, p. 89, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 728 AH
83. Baladhuri, Futuh Al-Buldan p. 112, publishing house, 279 AH
84. Ibn Kathir, Al-Bidayah wal-Nihayah, vol. 3, p. 201, Maktabah Al-Ma'arif, 774
85. Qurtubi, Al-Jami' li Ahkam Al-Qur'an, vol. 5, p. 178, Dar Ihya' al-Turath al-Arabi, 671 AH.
86. Ibn Kathir, Interpretation of the Great Qur'an, volume 4, page 212, Dar Al-Salam Library, 741 AH.
87. Ibn Shihab Al-Zahri, Al-Maghazi, page 189, Al-Rushd Library, 110 AH.
88. Ibn Hajar al-Asqalani, Fath al-Bari, volume 7, page 432, Dar al-Kutub al-Ilmiyya library, 820 AH.
89. Ibn Ishaq, Biography of the Prophet, Page 315, Dar Al-Ma'rifa Library, 140 AH
90. Al-Qadi Iyad, Al-Shifa, volume 2, page 156, Dar Al-Kutub Library, 530 AH.
91. Ibn Hisham, Biography of the Prophet, volume 3, page 278, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya Library, 200 AH.

92. Al-Tabari, History of Nations and Kings, volume 2, page 345, Dar Al-Turath Library, 300 AH.
93. Ibn Saad, Al-Tabaqat Al-Kubra, volume 1, page 267, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya Library, 220 AH.
94. Ahmad Redhakhan, Al-Fatawa Al-Radwa, vol. 30, page 381, Radwa Library, 1330 AH
95. Ibn al-Qayyim, Zad al-Ma'ad, volume 3, page 45, Dar al-Kutub al-Ilmiyya library, 740 AH.
96. Al-Bayhaqi, Evidence of Prophethood, volume 5, page 132, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya Library, 450 AH.
97. Al-Qurtubi, Al-Jami' li Ahkam Al-Qur'an, volume 8, page 115, Dar Al-Kutub Al-Misriyah Library, 66 AH.
98. Abu Dawud, Al-Sunan, Book of Taxes, Chapter on Usher, Volume 3, Page 170, Dar Al-Salam Library, 270 AH.
99. Ibn Hazm, Al-Mahli, volume 7, page 320, his library Dar Al-Fikr, 450 AH
100. Al-Sarkhasi, Al-Mabsoot, volume 4, page 488, Dar Al-Ma'rifah Library, 480 AH.
101. Al-Shafi'i, Al-Umm, volume 7, page 320, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah library, 200 AH.
102. Ibn Taymiyyah, Al-Siyasa Al-Shariah, page 89, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya Library, 720 AH.
103. Ibn Qayyim, Ahkam Ahl al-Sunnah, volume 1, page 245, Dar Ibn Hazm Library, 740 AH.
104. Al-Mawardi, Al-Ahkam Al-Sultaniyya, page 167, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya Library, 440 AH.
105. Abu Yusuf, Al-Kharaj, page 78, Dar Al-Ma'rifa Library, 180 AH.
106. Ibn Qadamah, Al-Mughni, volume 8, page 312, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya library, 615 AH.
107. Al-Qurtubi, Al-Jami' li Ahkam Al-Qur'an, volume 5, page 134, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya Library, 660 AH.
108. Al-Sarkhasi, Al-Mabsoot, volume 10, page 56, Dar Al-Ma'rifah Library, 480 AH.
109. Ibn Hazm, Al-Muhalla, volume 7, page 421, Dar Al-Fikr Library, 450 Hijri.
110. Ibn Kathir, Al-Bidayah and Al-Nihayah, volume 4, page 289, Dar Library. Peace, 770 AH
111. Ibn Qadamah, Al-Kafi, volume 3, page 178, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah Library, 615 AH.
112. Al-Tabari, History of Nations and Kings, volume 2, page 321, Dar Al-Turath Library, 300 AH.
113. Ibn Hisham, Biography of the Prophet, volume 3, page 215, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya Library, 210 AH.
114. Ibn Saad, Al-Tabaqat Al-Kubra, volume 1, page 342, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya Library, 225 AH.
115. Ibn Kathir, Interpretation of the Great Qur'an, volume 4, page 231, Dar Al-Salam Library, 770 AH.
116. Al-Zuhri, Al-Maghazi, page 156, Dar Al-Rushd Library, 120 AH.
117. Al-Bayhaqi, Al-Sunan Al-Kubra, volume 9, page 87, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah Library, 450 AH.
118. Ibn al-Qayyim, Zad al-Ma'ad, volume 3, page 67, Dar al-Kutub al-Ilmiyya library, 740 AH.
119. Ibn Hajar, Fath al-Bari, volume 7, page 345, Dar al-Kutub al-Ilmiyya library, 850 AH.
120. Al-Shafi'i, Al-Umm, volume 4, page 213, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah library, 200 AH
121. Abu Yusuf, Al-Kharaj, page 134, Dar Al-Ma'rifia Library, 180 AH.
122. Al-Mawardi, Al-Ahkam Al-Sultaniyya, page 189, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya library, 440 AH.
123. Ibn Taymiyyah, Iqtidaa' al-Sirat al-Mustaqim, page 156, Dar al-Kutub al-Ilmiyya library, 720 AH.
124. Al-Qurtubi, Al-Jami' fi Ahkam Al-Qur'an, volume 8, page 167, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah Library, 660 AH.
125. Hamidullah, Collection of Political Documents, page 78, Dar Al-Nour Library, 1420 Hijri
126. Qaradaghi, Islamic jurisprudence on the path to renewal, volume 3, page 145, Dar Al-Bashaer Al-Islami Library, 1440 AH.
127. Ibn Baz, Collection of Fatwas, volume 2, page 321, Dar Al-Qasim Library, 1415 AH.
128. Al-Zahili, International Relations, page 189, Dar Al-Fikr Library, 1435 AH.
129. Al-Dabusi, The Turkish Experience, volume 1, page 267, Dar Al-Salam Library, 1442 AH.
130. Al-Zahili, Human Rights, page 156, Dar Al-Fikr Library, 1430 AH.
131. Zaidan, International Relations, Volume 2, Page 98, Dar Al-Risala Library, 1430 AH
132. Ibn Sayyah, Sana'a al-Salam, page 201, Dar al-Minaj Library, 1445 AH.
133. The Architecture of the Islamic Economy, volume 1, page 134, Dar Al-Shorouk Library, 1440 AH.

134. Al-Saadawi, Peace in Thought, page 178, Dar Al-Ma'rifa Library, 1442 AH.
135. The Howling of Islamic Jurisprudence, Volume 2, Page 210, Dar Al-Salam Library, 1443 AH.
136. Abu Suleiman, Political Thought, page 156, Dar Al-Haddi Library, 1440 AH.
137. Al-Masry, International Trade, Volume 1, Page 189, Dar Al-Falah Library, 1440 AH
138. Collection, Al-Siyasa Al-Shariah, page 134, Dar Al-Iftaa Library, 1445 AH.
139. Al-Najjar, Environmental Jurisprudence, volume 1, page 167, Dar Ibn Hazm Library, 1442 AH.